فوت شدگان کیلئے قرآن خوانی اور ایصال ثواب کا حکم

تحریر: ابو حماد

ترجمہ: استاذ حبیب الرحمٰن خلیق

قسط نمبر ۲

ائمہ حدیث کے اقوال:

امام نوویؒ نے حضرت عائشہؓ کی اس حدیث

ان رجلا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ان امی افتلتت نفسھا ولم توص، واظنھا لو تکلمت تصدقت افلھا اجران تصدقت عنھا؟ قال نعم!

کہ ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہا اے اللہ کے رسول میری والدہ اچانک فوت ہوگئیں اور اس نے وصیت نہیں کی، اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ بات کرتی، صدقہ کرتی تو کیا اگر میں اس کی جانب سے صدقہ کروں تو اسے اجر ملے گا؟

آپؐ نے فرمایا۔ ہاں!

کی شرح میں فرماتے ہیں! کہ اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صدقہ میت کو فائدہ دیتا ہے اور اس کا ثواب اسے پہنچتا ہے اور ہمارے مذہب میں یہ مشہور ہے کہ قرات قرآن کا اجر میت کو نہیں پہنچتا۔

ائمہ اربعہ کے اقوال

امام ابو حنیفہؒ کا مسلک: جناب ملا علی قاری حنفی اپنی کتاب "الفقہ الاکبر" کے ص نمبر ۱۱۰

پر رقمطراز ہیں:

ثم القراءة عندالقبور مکروهته عندابی حنیفہ قبروں کے پاس قرات امام ابو حنیفہ کے ہاں مکروہ ہے۔

ایک روایت امام مالک امام احمدؒ سے بھی منقول ہے اس لئے کہ: وہ ایک نئی چیز ہے جو سنت سے ثابت نہیں ہے' ایسا ہی "الاحیاء" کے شارح نے مذہب حنفی کا فتویٰ نقل کیا ہے۔

امام برکوی نے اپنی کتاب (**الطریقته المحمدیته**) کی فصل ثالث میں ان امور کا تذکرہ کیا ہے جو بدعت اور بے بنیاد ہیں لوگ ان پر چمٹے ہوئے ہیں جیسا کہ انہی سے قرب الٰہی حاصل ہو سکتا ہے۔ حتیٰ کہ فرمایا۔ انہی میں سے یہ ہے کہ میت کی طرف سے وصیت کے مطابق' اس کی وفات کے روز یا بعد میں کھانے اور ضیافت کا ان لوگوں کیلئے اہتمام کیا جانا جو اس کی روح کے ایصال ثواب کے لئے قرات قرآن' تسبیح و تہلیل کرے' یا پھر درہم و سکے دیئے جانا' یہ سب کی سب بدعات اور باطل اعمال ہیں' مال و دولت لینے والا حرام لے گا اور وہ اس ذکر و تلاوت کے سبب گنہگار ہوگا کیونکہ وہ سب کچھ دنیا کی خاطر حاصل کرتا ہے۔

امام علامہ عینی شارح البخاری' فرماتے ہیں: قاری کو دنیا کی خاطر لینے سے روکا جائیگا اور لینے اور دینے والا دونوں ہی گنہگار ہوں گے۔

تاج الشریفتہ (شرح الہدایتہ) جو حنفیہ کی کتاب ہے میں فرماتے ہیں:

ان القراءة بالاجرة لا یصل ثوابها لا للمیت ولا للقاری۔ کہ اجرت پر قرات کا اجر و ثواب نہ میت کو پہنچتا ہے اور نہ ہی قاری کو ملتا ہے۔

امام شافعیؒ کا مذہب

امام شافعیؒ نے اس قرآنی آیت (**وان لیس للانسان الاماسعی**) اور حدیث مبارک (اذا مات الانسان انقطع عملہ) آلخ سے قرات کا ثواب نہ پہنچنے پر استدلال کیا ہے۔

امام نوویؒ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا ہے:

واما قراءۃ القرن و جعل ثوابها للميت والصلاۃ عنه ونحوها فلمذهب الشافعي والجمهور انها لا تلحق الميت ۔

کہ قرات قرآن اور اس کی طرف سے نماز وغیرہ کا اجر میت کو نہیں پہنچتا اور شرح مسلم میں اس موقف کا اعادہ کئی بار کیا ہے۔

شرح المنہاج ابن النحوی میں ہے:

کہ ہمارے مشہور مذہب کے مطابق قرات کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا۔ عمر بن عبدالسلام سے اس قراءت کے متعلق پوچھا گیا جو میت کیلئے کی جائے اس کا ثواب اسے پہنچے گا یا نہیں؟ تو اس کا جواب انہوں نے یوں فرمایا

ثواب القراۃ مقصور على القارى قرات کا ثواب قاری تک محدود رہتا ہے

ولا يصل الى غيره۔ اور کسی دوسرے تک نہیں پہنچتا۔

مزید کہا کہ لوگوں پر تعجب ہے جو خوابوں سے اس کو ثابت کرتے ہیں اور خواب دلیل نہیں بن سکتے۔

امام مالکؒ کا مذہب:

شیخ ابن ابی حمزہ کہتے ہیں: **ان القراۃ عندالمقابر بدعتہ** قبروں پر قرات بدعت ہے اور یہ کوئی مسنون عمل نہیں ہے (المدخل) شیخ الدردیر اپنی کتاب "الشرح الصغیر" ص ۱۸۰ میں فرماتے ہیں:

و کرہ قراۃ شئی من القرن عندالموت و بعدہ و على القبور لانہ ليس من عمل السلف و انما كان من شأنهم الدعاء بالمغفرۃ والرحمۃ والاتعاظ ۔

کہ موت کا وقت اور اس کے بعد اور قبروں پر قرآن کریم کی کسی قسم کی قرات ناجائز ہے اس لئے کہ یہ سلف سے ثابت نہیں ہے، بلکہ ان سے بخشش، رحمت کی دعا اور نصیحت

حاصل کرنا ثابت ہے۔

حنابلہ کا مسلک: امام احمد بن حنبلؒ کسی شخص کو قبر پر قرات کرتے دیکھتے تو فرماتے یا هذا ان قراءة القران علی القبر بدعة! اے فلاں! قبر پر قرات قرآن بدعت ہے۔ یہی قول جمہور سلف کا ہے اور اسی پر امام احمدؒ کے قدیم اصحاب ہیں اور انہوں نے مزید فرمایا ہے کہ میت کیلئے اس کی موت کے بعد قرات بدعت ہے اور فرمایا:

ولم یکن من عادة السلف اذا صلوا تطوعا او صاموا تطوعا اوحجوا تطوعا او قرء وا القران یهدون ثواب ذلک الی موتی المسلمین' فلاینبغی العدول عن طریق السلف۔ علماء سلف کی یہ عادت نہیں تھی کہ جب وہ نفلی نماز پڑھتے یا نفلی روزہ رکھتے' یا نفلی حج کرتے یا قرات قرآن کرتے اور ان کا ثواب مردوں کو ھبہ کرتے ہوں تو اس لئے علماء سلف کی راہ سے ہٹنا درست نہیں ہے۔

حنبلی مذہب کا فتویٰ: امام ابوالحسن البعلی (الاختیارات) میں رقمطراز ہیں: کہ اجرت پر قرات اور پھر اس کو میت کے لئے ھبہ کرنا درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ علماء میں سے کسی نے اس کی اجازت نقل نہیں کی ہے اور علماء نے فرمایا ہے: کہ قاری جب مالی فائدہ کی خاطر قرات کرتا ہے اسے کوئی ثواب نہیں ملتا' البتہ میت تک جو چیز پہنچتی ہے وہ عمل صالح ہے۔ اور صرف تلاوت پر اجرت کا لینا' ائمہ کرام میں سے کسی نے بھی اس کا جواز نہیں کیا البتہ تعلیم پر معاوضہ حاصل کرنے پر اختلاف واقع ہوا ہے' یعنی بعض نے اس اجرت کو جائز قرار دیا ہے اور بعض نے ناجائز۔

اور حدیث " اقرء وا علی موتا کم یٰس " اپنے مردوں پر یٰسین پڑھو۔ معلول مضطرب الاسناد اور مجہول السند ہے اور بفرض صحت بھی اس میں قطعی دلیل موجود نہیں ہے۔ "موتاکم" سے مراد یعنی جس کے ہاں موت کے مقدمات پہنچ چکے ہوں اور اس حدیث کو بہت سے اہل علم نے ضعیف قرار دیا ہے اس لئے یہ قابل صحت نہیں ہے۔

علماء اصول کی آراء

طریق الوصول الی ابطال البدع بعلم الاصول کے مولف ایک نفیس اصولی قاعدہ ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں: کہ اس عمدہ قاعدہ کے معلوم ہونے کے بعد آپ کو ان مذموم بدعات کے متعلق پتہ چل گیا ہوگا جن میں لوگوں کی اکثریت ملوث ہے' اسی ضمن میں آپ کیلئے چند مثالیں ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ میت کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرتے ہوئے قبروں پر قرآن کریم کی قرات:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے اسے باوجود میت کے ساتھ ضرورت شفقت اور عدم مانع کے ترک کر دیا۔ تو بتقضائے مذکورہ قاعدہ اس کا ترک سنت اور اس پر عمل بدعت مذمومہ ہوگی اور یہ بات قطعی غیر معقول ہوگی کہ ایک چیز امت کیلئے نفع بخش اور باعث رحمت و شفقت بھی ہو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو تمام زندگی چھوڑے رکھیں اور میت کیلئے کبھی ایک مرتبہ بھی اس پر عمل نہ کریں۔

۲۔ اور جب قرات قرآن میت تک پہنچ جاتی ہو تو مسلمانوں میں سے کوئی شخص بھی دوزخ میں نہ جائے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: **من قراء حرفا من کتاب اللہ فلہ بہ حسنۃ والحسنۃ بعشر امثالھا الخ** کہ جس نے کتاب اللہ سے ایک حرف بھی پڑھا تو اسے نیکی ملے گی اور نیکی کا اجر دس گنا ملتا ہے۔ تو قرات قرآن جب مردوں تک پہنچتی ہے تو زندہ لوگوں کو مردوں کی خاطر قبروں پر ٹیپ ریکارڈر نصب کر دینے چاہئیں جن سے دن رات تلاوت ہوتی رہے؟ باوجودیکہ یہ بات معلوم ہے کہ قرآن حکیم زندہ لوگوں کیلئے نازل کیا گیا ہے نہ کہ مردوں کیلئے' اور یہ اسی لئے اطاعت گزاروں کیلئے بشارت اور نافرمانوں کیلئے انذار کرتا ہے' یہ تو اس لئے نازل ہوا ہے تاکہ اس سے ہم اپنے حالات و نفوس کی اصلاح کریں' اللہ کریم نے تو اسے گزشتہ کتب سماویہ کی طرح اس لئے اتارا ہے تاکہ اعمال کرنے والے اس کو منہج پکڑیں اور اس سے ہدایت حاصل کریں۔

تو کیا آپ نے سابقہ کتب سماویہ میں سے کسی کے متعلق یہ سنا ہے کہ اسے مردوں پر پڑھنے کیلئے یا معاوضہ و صدقات کی خاطر استعمال کیا گیا ہو؟ اور اللہ تعالیٰ نے تو اس کے خطاب میں نفی فرمائی ہے:

قل ما اسئلکم علیہ من اجر و ما انا من المتکلفین ان ھو الا ذکر للعالمین فرما دیجئے میں اس پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا ہوں اور میں بناوٹ کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ یہ تو جہانوں کے لئے ایک ماسوا نصیحت کے اور کچھ نہیں ہے۔

میں تو کہتا ہوں کہ لوگوں میں بہت سے ایسے ہوں گے جو جنت میں داخل ہوں گے اور انہوں نے مردوں پر قرآن کریم نہ پڑھا ہوگا لیکن جنت میں کتاب و سنت پر عمل کے بغیر کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ یہی مفہوم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے۔ (**اطیعوا الل ہ واطیعوالرسول**)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں --- ائمہ سلف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر کسی کے قول کو لیا اور رد کیا جا سکتا ہے ماسوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اور یہی ایک بڑا فرق انبیاء کرام اور دوسروں میں ہے کیونکہ انبیاء کرام جو کچھ بھی اطلاع کریں اس پر ایمان لانا لازم ہے اور ان کے ہر امر میں اطاعت ضروری بخلاف اولیاء کرام کے، ان کے ہر حکم کی اطاعت اور ان کی ہر اطلاع پر ایمان لانا لازم نہیں ہے۔ بلکہ ان کی ہر اطلاع اور ان کا ہر معاملہ کتاب و سنت پر پیش کیا جائے گا اگر وہ ان کے موافق ہوگا تو اس کا قبول کرنا ضروری ہوگا اور جو ان دونوں کے مخالف ہوگا وہ رد کر دیا جائے گا۔ **انتھی کلام الشیخ۔**

یہی وہ چیز ہے جس پر نفس مطمئن ہوتا ہے اور دلوں کو راحت نصیب ہوتی ہے۔ اسی کے ساتھ ہی اللہ جل شانہ سے اپنے لئے اور آپ تمام کیلئے توفیق و مغفرت کا

انہ ھو الغفور الرحیم